QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

برصغیر میں تعظیمِ مصحف سے متعلق رائج رسومات: شرعی و فقہی اصولوں کی روشنی میں تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

Customary Practices Related to the Veneration of the Mushaf in the Indian Subcontinent: A Critical and Analytical Study in the Light of Shariah and Juristic Principles

Abdul Rahman Abid
Doctoral Candidate, Dept. of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Prof. Dr. Zia ur Rehman
Chairman, Dept. of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Email: zia.rehman@iub.edu.pk

Submission Date: 05 Jan 2026
Review Date: 10 Jan 2026
Acceptance Date: 25 Jan 2026
Publication Date: 05 Feb 2026

Article Link: https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/360

Abstract

The reverence and veneration of the Holy Qur'an constitute an essential aspect of Islamic teachings. However, various Muslim societies have developed certain customary practices as expressions of reverence for the Mushaf, the Shariah and juristic status of which requires careful academic examination. In the Indian Subcontinent, common practices include kissing the Muṣḥaf, touching it to the eyes or holding it against the chest, giving a specified amount of charity when it accidentally falls, keeping it in a protective cover or at an elevated place, and avoiding extending one's feet or turning one's back towards it. This study critically and comparatively examines these practices in the light of the Qur'an and Sunnah, the traditions of the early Muslim generations, the opinions of the four major schools of Islamic jurisprudence, relevant juristic principles, and customary practice (ʿ*urf*). The findings demonstrate that the protection and reverence of the Mushaf constitute an established Shariah principle; nevertheless, every customary practice performed in the name of reverence cannot necessarily be regarded as Sunnah, recommended, obligatory, or religiously binding. Some practices fall within the scope of legitimate juristic disagreement or permissible customary expressions of respect, whereas others lack a sound Sharīʿah basis. Regarding the donation of grain equal to the weight of the Muṣḥaf when it accidentally falls as a prescribed expiation has no established basis in the authoritative sources examined in this study. Likewise, keeping the Muṣḥaf in a protective cover or at an appropriate elevated place is primarily intended to ensure its protection and dignity, while rulings concerning extending one's feet or turning one's back towards it are influenced by factors such as intention, customary perception, proximity, elevation, barriers, and necessity. The study concludes that a clear distinction must be maintained between established Sharīʿah etiquettes, recognized juristic interpretations, and culturally developed customs. Genuine reverence for the Qur'an is ultimately realized through the integration of its outward respect with its proper understanding, reflection, and practical adherence.

Keywords: Reverence of the Muṣḥaf, Indian Subcontinent, Customs and Practices, Islamic Jurisprudence, ʿUrf, Protection of the Muṣḥaf, Practical Adherence.

تمہیدی گفتگو:

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام، سرچشمۂ ہدایت اور امتِ مسلمہ کی دینی و عملی زندگی کی اساس ہے۔ اس پر ایمان، اس کی تلاوت، فہم و تدبر اور اس کے احکام کی اتباع کے ساتھ اس کی تعظیم و توقیر بھی اسلامی تعلیمات کا اہم تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر بعد کے ادوار تک مسلمانوں نے قرآنِ کریم اور مصحفِ شریف کے احترام، حفاظت اور صیانت کو خصوصی اہمیت دی۔ فقہائے اسلام نے بھی مصحف کو چھونے، اٹھانے، رکھنے، محفوظ کرنے اور اس کے ساتھ پیش آنے کے آداب و احکام کو اپنی تصانیف میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

برصغیر کے مسلم معاشرے میں قرآنِ کریم کے ساتھ گہری عقیدت اور جذباتی وابستگی پائی جاتی ہے۔ اسی جذبۂ تعظیم کے نتیجے میں مصحف کے احترام سے متعلق متعدد اعمال، آداب اور رسوم بھی رائج ہوئے ہیں؛ مثلاً مصحف کو بوسہ دینا، آنکھوں اور سینے سے لگانا، اسے غلاف میں محفوظ کرنا، بلند مقام پر رکھنا، اس کی طرف پاؤں یا پشت کرنے سے اجتناب کرنا اور مصحف کے اتفاقاً زمین پر گر جانے کی صورت میں مخصوص مقدار میں صدقہ کرنا وغیرہ۔ ان میں سے بعض صورتوں کے متعلق فقہائے کرام کے ہاں باقاعدہ بحث اور اختلاف موجود ہے، بعض کا تعلق عرف اور عمومی اصولِ تعظیم سے ہے، جبکہ بعض ایسے معاشرتی معمولات ہیں جنہیں عوامی سطح پر شرعی حکم، لازم ادب یا کفارے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے، حالاں کہ ان کے شرعی ثبوت کا مستقل علمی جائزہ ضروری ہے۔

اس بنا پر محض کسی عمل کا جذبۂ تعظیم سے صادر ہونا اس کے شرعی استحباب یا لزوم کے اثبات کے لیے کافی نہیں، بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کی بنیاد قرآن و سنت، آثارِ سلف، معتبر فقہی اجتہاد یا قابلِ اعتبار عرف میں کہاں تک موجود ہے۔ بالخصوص کسی عرفی عمل کو عبادت، سنت، واجب ادب یا مقرر شرعی کفارہ قرار دینے کے لیے معتبر دلیل ناگزیر ہے۔ مثال کے طور پر مصحف کے گرنے پر اس کے وزن کے برابر غلہ صدقہ کرنے کی معروف رسم کے متعلق زیرِ تحقیق مواد میں کسی معتبر شرعی نص یا فقہی اصل کا ثبوت نہیں ملا، بلکہ اسے احترامِ قرآن کے جذبے سے پیدا ہونے والا عرفی عمل قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کو بوسہ دینا:

بعض مسلمان قرآنِ کریم کی تلاوت سے پہلے یا بعد میں مصحف کو چومتے ہیں۔ بعض لوگ مصحف زمین پر گرنے کے بعد اسے اٹھا کر بوسہ دیتے ہیں جبکہ بعض اسے مستقل معمول کے طور پر اختیار کرتے ہیں۔ فقہاء کرام نے مصحفِ قرآن کریم کو بوسہ دینے کے حکم کے بارے میں چار اقوال ذکر کیے ہیں۔

پہلا قول:

مصحف کو بوسہ دینا مکروہ ہے۔ مصحف کا بوسہ بذاتِ خود سنت نہیں کیونکہ نبی ﷺ اور عام صحابہ کرام سے اس کا معمول ثابت نہیں۔

یہ قول مالکیہ کا ہے[1] حنابلہ کا ایک قول اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے قرآن کریم کے احترام میں کھڑے ہونے اور بوسہ دینے کے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

"الحمد لله القيام للمصحف وتقبيله لا نعلم فيه شيئاً مأثوراً عن السلف وقد سئل الامام أحمد عن تقبيل المصحف فقال ما سمعت فيه شيئاً ولكن روى عن عكرمة بن أبي جهل أنه كان يفتح المصحف ، ويضع وجهه عليه ويقول كلام ربى كلام[2]"

"مصحف کے لیے کھڑے ہونے اور اسے چومنے کے بارے میں ہمیں سلفِ صالحین سے کوئی ایسی چیز منقول نہیں ملی جو اس عمل کو ثابت کرتی ہو۔ امام احمدؒ سے جب مصحف کو چومنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے اس بارے میں کوئی چیز نہیں سنی۔ البتہ عکرمہ بن ابی جہل کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ مصحف کھولتے، اپنا چہرہ اس پر رکھتے اور کہتے یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔"

علامہ ابن بازؒ فرماتے ہیں کہ

"تقبيل المصحف لا نعلم له أصلاً، وليس بمستحب، إلا أنه يروى عن عكرمة بن أبي جهل أنه كان يقبله ويقول كلام ربي فهذا إن صح فهو من باب الجواز من باب تعظيم القرآن فقط... وإذا قبله من أجل التعظيم فقط لا لأمر آخر قبله محبة للقرآن وتعظيمه فلا بأس، وتركه أولى لعدم الدليل... ولكن ليس بمشروع، ليس بسنة، ولم يفعله السلف الصالح فلا ينبغي أن يجعله عادة 3"

"مصحف کو چومنے کے بارے میں ہمیں کوئی شرعی اصل معلوم نہیں، اور نہ ہی یہ مستحب ہے۔ البتہ عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ وہ مصحف کو چومتے اور کہتے تھے یہ میرے رب کا کلام ہے۔ لہٰذا اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو تو یہ صرف جواز کے باب سے ہوگی یعنی محض قرآنِ کریم کی تعظیم کے طور۔ پر پس اگر کوئی شخص صرف تعظیم کی غرض سے کسی اور مقصد کے لیے نہیں قرآنِ کریم سے محبت اور اس کی تعظیم کے جذبے کے تحت مصحف کو چومے تو اس میں کوئی حرج نہیں تاہم اسے ترک کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ لیکن مصحف کو چومنا شرعاً مشروع عمل نہیں، سنت نہیں ہے اور سلفِ صالحین نے اسے معمول کے طور پر نہیں کیا لہٰذا مناسب نہیں کہ انسان اسے اپنی مستقل عادت بنالے۔"

دوسرا قول:

مصحف کو بوسہ دینا مباح ہے۔ یہ احناف کا قول ہے جبکہ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق منقول ہے اور ان کے بعض اصحاب نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے4۔

انہوں نے اپنے موقف کے لیے درج ذیل دلیل پیش کی ہے۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مصحف کو اپنے چہرے پر رکھتے اور کہتے تھے

"كِتَابُ رَبِّي، كِتَابُ رَبِّي5"

"یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کی کتاب ہے۔"

وجہ استدلال

اس اثر سے استدلال اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مصحف کو اپنے چہرے سے لگاتے تھے اور بظاہر ان حضرات کے نزدیک اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مصحف کو بوسہ دیتے تھے لہٰذا اس سے مصحف کو بوسہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

اس دلیل پر تنقید

اس استدلال کا تین وجوہ سے جواب دیا جاسکتا ہے۔

1. اس اثر میں مصحف کو بوسہ دینے کے صریح الفاظ موجود نہیں کیونکہ اس میں صرف اتنا مذکور ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ۔
مصحف کو اپنے چہرے پر رکھتے تھے۔ محض چہرے پر رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے اسے بوسہ بھی دیا ہو۔
2. یہ ایک صحابی کا فعل ہے جبکہ صحابی کے قول یا فعل کے حجت ہونے کے بارے میں اصولیین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔
3. مصاحف کو باقاعدہ ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کرنے کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا جبکہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی اس بنا پر اس اثر کی نسبت اور اس سے استدلال کے بارے میں ضعف کا احتمال پیدا ہوتا ہے6۔

تیسرا قول:

مصحف کو بوسہ دینا مستحب ہے۔ یہ قول شافعیہ کا ہے جبکہ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق منقول ہے۔[7] انہوں نے اپنے موقف کے لیے آثارِ صحابہ اور عقلی استدلال سے استدلال کیا ہے۔

آثارِ صحابہ سے استدلال

انہوں نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا اثر سے استدلال کیا ہے جس میں وہ مصحف کو اپنے چہرے سے لگاتے اور کہتے تھے یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کی کتاب ہے۔اس اثر سے استدلال کی بحث اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات پہلے گزر چکے ہیں۔

عقلی استدلال

اس سلسلے میں انہوں نے درج ذیل وجوہ ذکر کیے ہیں۔

1. مصحف کو بوسہ دینا حجرِ اسود کو بوسہ دینے پر قیاس کرتے ہوئے مستحب قرار دیا جائے گا8۔
2. مصحف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے ایک عظیم نعمت اور ہدیہ ہے لہٰذا اسے بوسہ دینا مستحب ہونا چاہیے جس طرح چھوٹے بچے کو محبت کی وجہ سے بوسہ دیا جاتا ہے9۔

اس دلیل پر بحث

اس استدلال کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ محض ایک دعویٰ ہے جس کے اثبات کے لیے کوئی شرعی دلیل موجود نہیں اس لیے اسے قابلِ قبول قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ان دونوں دلائل پر عمومی نقد

ان دونوں دلائل کے بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ قیاس پر مبنی ہیں جبکہ مصحف کو بوسہ دینا ایک عبادت کے طور پر کیا جاتا ہے اور عبادات میں اصل یہ ہے کہ وہ توقیفی ہوتی ہیں یعنی ان کی مشروعیت کے لیے شریعت کی طرف سے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا محض قیاس کی بنیاد پر ایسی عبادت مشروع قرار نہیں دی جاسکتی۔

چوتھا قول:

مصحف کو بوسہ دینے کے بارے میں توقف کیا جائے۔

یہ قول امام احمدؒ سے ایک روایت میں منقول ہے اور ان کے متعدد اصحاب نے بھی اسے نقل کیا ہے[10]۔

اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ اگرچہ مصحف کو بوسہ دینے میں بظاہر قرآنِ کریم کی تعظیم و توقیر پائی جاتی ہے لیکن اس کے مشروع ہونے پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ مزید یہ کہ جو عمل حصولِ قربِ الٰہی کے لیے کیا جاتا ہو اگر اس میں قیاس کا بھی کوئی دخل نہ ہو تو محض تعظیم کے مفہوم کی وجہ سے اسے مستحب قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک اس کے جواز یا استحباب پر شرعی دلیل موجود نہ ہو۔

راجح موقف

اس مسئلے میں راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مصحفِ کریم کو بوسہ دینا شرعاً مشروع نہیں ہے کیونکہ اس کے جواز یا استحباب پر کوئی مضبوط اور واضح شرعی دلیل قائم نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مصحف کو بوسہ دینے میں قرآنِ کریم کا احترام اور تعظیم پائی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر اس عمل میں احترام و تعظیم کا پہلو موجود ہے لیکن مصحف کو بوسہ دینا ایک عبادت کے طور پر کیا جاتا ہے اور عبادات توقیفی ہوتی ہیں لہٰذا وہ کسی شرعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتیں۔

مزید یہ کہ قرآنِ کریم کا اصل احترام اور تعظیم صرف اسے بوسہ دینے سے نہیں بلکہ اس کے احکام پر عمل کرنے اس کی تعلیمات کو اختیار کرنے اور اس کے آداب و حقوق کی رعایت کرنے سے حقیقی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسے عمل کو جس کی مشروعیت شریعت میں ثابت نہ ہو محض تعظیم کے عنوان سے اختیار کرنا درست نہیں۔

خلاصہ

مصحف کو چومنا فی نفسہٖ ممنوع نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو اور اسے نبی ﷺ کی سنت یا لازم شرعی عمل نہ سمجھا جائے تاہم اس مخصوص عمل کی سنت و استحباب پر کوئی صریح مرفوع دلیل موجود نہیں۔ لہٰذا کسی شخص کا محض تعظیم و محبت کے اظہار کے طور پر کبھی کبھار مصحف کو چومنا قابلِ نکیر نہیں لیکن اسے لازم معمول، سنتِ مؤکدہ یا مستقل عبادت سمجھنا درست نہیں۔ بلکہ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ بعض ایسے افراد کے طرزِ عمل کا جائزہ لیا جائے جو مصحف کو بوسہ دینے کا اہتمام کرتے ہیں تو بسا اوقات معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے احکام کی پابندی سے مکمل طور پر غافل ہوتے ہیں بلکہ کبھی ان کے عملی رویے قرآنِ کریم کی تعلیمات کے صریحاً خلاف بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے قرآنِ کریم کی حقیقی تعظیم اس کے ظاہری احترام کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کی مراد مطابق سمجھ کر اس کی اتباع اور اس کے احکام پر عملی التزام میں ہے۔

مصحف کو آنکھوں سے لگانا

مصحف کو آنکھوں سے لگانا، چہرے پر رکھنا یا آنکھوں سے مس کرنا عموماً مصحف کو چومنے ہی کی ایک صورت سمجھی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سے منقول اثر خاص اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مصحف کو اپنے چہرے پر رکھتے اور کہتے تھے

"كِتَابُ رَبِّي، كِتَابُ رَبِّي[11]"

"یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کی کتاب ہے۔"

تاہم اس کی سند کے اتصال پر کلام موجود ہے کیونکہ ابن ابی ملیکہ کا عکرمہ سے سماع ثابت نہیں۔ اسی لیے اس اثر کو حدیثِ مرفوع کے درجے میں پیش کرنا درست نہیں۔ اگر چند منٹ کے لئے اس اثر کو صحابی کے عمل کے طور پر مان لیا جائے تو اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بعض سلف کے نزدیک مصحف کو چہرے سے لگانا تعظیم ومحبت کے دائرے میں تھا۔

لہٰذا اسے سنتِ نبوی نہیں کہا جا سکتا، اسے واجب یا لازم قرار نہیں دیا جا سکتا، اسے تعظیم و محبت کے ایک مباح عرفی اظہار کے طور پر گنجائش دی جا سکتی ہے، اسے دین کا لازمی شعار بنا دینا مناسب نہیں۔ خصوصاً آنکھوں پر مصحف کو لگانے کے ساتھ اگر یہ عقیدہ پیدا ہو جائے کہ اس سے آنکھوں کی بیماری دور ہوتی ہے یا خاص برکت لازماً حاصل ہوتی ہے تو اس دعوے کے لیے مستقل شرعی دلیل درکار ہو گی۔

مصحف کو سینے سے لگانا

بعض لوگ تلاوت کے بعد یا قرآن دیکھ کر اسے سینے سے لگا لیتے ہیں۔ اس کا مقصد عموماً محبت، عقیدت اور تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ مصحف کو سینے سے لگانے کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی صریح مرفوع حدیث ثابت نہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام سے بھی اس خاص طریقے کی کوئی مضبوط اور واضح روایت سامنے نہیں آتی۔

معاصر فقہی جواب میں اسے مصحف چومنے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

> "فضم المصحف إلى الصدر ونحو ذلك إنما هو من جنس تقبيله، فلا يبعد أن يجري في ضم المصحف الخلاف الجاري في تقبيله،. ونرى أن الأفضل ترك ذلك، لعدم ورود الدليل عليه. والله أعلم[12]"

> "مصحف کو سینے سے لگانا وغیرہ، مصحف کو چومنے ہی کی جنس سے ہے۔ اس بنا پر اس میں بھی وہی اختلاف جاری ہو گا جو مصحف کو چومنے میں ہے اور عدمِ دلیل کی وجہ سے اسے چھوڑنا بہتر قرار دیا گیا۔"

مصحف کے گر جانے پر مخصوص صدقہ کرنا

یہ مسئلہ برصغیر کے عوامی عرف سے خاص طور پر متعلق ہے۔ بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اگر قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جائے تو قرآن کے وزن کے برابر گندم، آٹا یا چاول وغیرہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اسے کفارہ یا فدیہ کہتے ہیں۔

شرعی حیثیت

اس میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنا لازم ہے کسی بھی مسلمان سے جو غلطی غیر ارادی طور پر یا بھول کر ہو جائے یا کسی سے زبردستی کروا دی جائے تو اس پر کفارہ یا فدیہ نام کی کوئی چیز لازم نہیں آتی اور نہ ہی وہ گناہ گار اور مجرم ٹھہرتا ہے حدیث میں ہے کہ

> "عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ[13]"

> "حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے میری خاطر میری امت کو غلطی، بھول اور وہ کام معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔"

کوئی مسلمان بھی قرآن کریم کو جان بوجھ کر ہاتھ سے گرانا تو دور کی بات ہے گرنے بھی نہیں دیتا اور جو کام قصد و ارادے کے بغیر ہو جائے تو اس پر شرعا کوئی پکڑ نہیں۔

اور دوسرا یہ کہ قرآن کریم کے غیر ارادی طور پر گرنے کی صورت میں صدقہ کرنا اور اس کی مخصوص مقدار کتاب وسنت سے کچھ بھی ثابت نہیں نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے ایسا کوئی عمل منقول ہے ثابت مولانا یوسف لدھیانویؒ نے لکھا ہے کہ بغیر کسی قصد وارادے کے غلطی سے قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جانے پر صرف توبہ واستغفار کرنا چاہیے اس پر شرعاً کوئی مالی کفارہ لازم نہیں آتا قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جانے پر اس کے برابر گندم خیرات کرنے کا مسئلہ جو عوام میں مشہور ہے یہ کسی کتاب میں نہیں اس کوتاہی پر توبہ واستغفار کرنا چاہیے اور صدقہ خیرات کرنے کا بھی مضائقہ نہیں ہے[14]-

بریلوی مکتبہ فکر کی رائے بھی یہی ہے مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ

"اگر قرآنِ عظیم یا کوئی بھی محترم دینی صحائف غیر اختیاری طور پر یا غفلت سے گر جائیں تو اس پر فوراً توبہ واستغفار واجب ہے تاکہ دل کی صفائی ہو اور رب العزت کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار ہو۔ اس صورت میں کسی خاص مالی صدقے کا لزوم شریعت سے ثابت نہیں اور جو چیز شریعت نے لازم نہیں کی، اسے اپنے اوپر یا عوام پر لازم کر لینا جہالت ہے[15]۔"

مفتی امجد علی لکھتے ہیں کہ

"قرآنِ مجید کی تعظیم اور اس کا احترام فرائضِ اسلام سے ہے۔ اگر بغیر قصد کے قرآنِ پاک گر جائے تو دل سے استغفار کرے اور فوراً اسے اٹھا کر چومے اور اونچی پاک جگہ پر رکھے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ اتنی مقدار میں آٹا یا غلہ دینا ہی پڑے گا ورنہ گناہ قائم رہے گا یہ محض ان کی جہالت اور خودساختہ باتیں ہیں جن کا فقہِ حنفی سے کوئی تعلق نہیں[16]۔"

مفتی عبد القیوم ہزاروی کہتے ہیں کہ

"قرآنِ مجید اگر غلطی سے گر جائے تو اس کا کوئی مالی کفارہ نہیں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور توبہ کریں۔ اگر کوئی شخص حسبِ توفیق بغیر لزوم کے صدقہ کر دے تو جائز ہے، لیکن اس کی کوئی مقدار یا شرط شریعت میں نہیں ہے[17]۔"

دعوت اسلامی کا فتویٰ

"بعض علاقوں میں یہ عرف اور رواج پایا جاتا ہے کہ اگر ناگہانی طور پر قرآنِ پاک ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر جائے تو اس کے وزن کے برابر آٹا، گندم یا چاول تول کر صدقہ کیا جاتا ہے۔ شرعی اعتبار سے قرآنِ پاک کے گرنے پر اس کے وزن کے برابر گندم یا آٹا صدقہ کرنا شرعاً واجب یا لازم نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی مقدار مقرر ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی لزوم کے، محض بارگاہِ الٰہی میں ندامت اور ثواب کی نیت سے کچھ صدقہ کر دے تو مستحسن ہے لیکن اس کے وزن کو یا خاص مقدار کو اپنے اوپر لازم سمجھنا شرعی ناواقفیت پر مبنی ہے[18]۔"

مصحف گرنے کو شرعی کفارے سے جوڑنے کا حکم

یہاں کفارہ کی اصطلاح کو درست سمجھنا بہت ضروری ہے۔

شریعت میں کفارہ ایک متعین شرعی حکم ہے۔ مثلاً کفارۂ یمین، کفارۂ ظہار، کفارۂ قتل خطا بعض صورتوں میں کفارۂ روزہ وغیرہ۔ ان میں کفارے کی مقدار اور طریقہ شارع نے متعین کیا ہے جبکہ مصحف کے غلطی سے گرنے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی مقررہ کفارہ نہیں لہٰذا یہ کہنا کہ قرآن گر گیا ہے اس لیے اتنے کلو گندم یا آٹے کا کفارہ دینا شرعاً لازم ہے۔ یہ بغیر دلیل کے ایک چیز کو بندوں پر لازم کرنا ہے جس کا مخلوق میں سے کسی کو کوئی حق نہیں ہے البتہ اگر کوئی شخص اپنے دل کے اطمینان، صدقہ کی عمومی فضیلت یا اپنی کوتاہی پر ندامت کے طور پر صدقہ کرنا چاہے تو یہ الگ بات ہے اسے نفل صدقہ کہا جائے گا کفارہ نہیں۔

برصغیر میں رائج اس رسم کی شرعی بنیاد

برصغیر کے بعض علاقوں میں یہ رسم خاصی معروف ہے کہ قرآن مجید اگر زمین پر گر جائے تو اس کے برابر وزن کا آٹا، گندم یا چاول صدقہ کرنا چاہیے۔ اس رسم کی شرعی بنیاد تلاش کرنے پر قرآن، حدیث، آثارِ صحابہ یا فقہائے اربعہ کی معتبر کتب میں کوئی ایسی نص سامنے نہیں آتی جس میں مصحف گرنے کے لیے مخصوص مقدار کا صدقہ مقرر کیا گیا ہو۔ بلکہ برصغیر کے معاصر اہل علم نے بھی اس کی صراحت کی ہے کہ یہ عوام میں مشہور بات ہے لیکن اسے شرعی کفارہ قرار دینے کی کوئی اصل نہیں۔

اس رسم کے پیدا ہونے کا ممکنہ پس منظر

تحقیقی اعتبار سے اس رسم کو احترامِ قرآن کے جذبے سے پیدا ہونے والا عرفی عمل سمجھا جا سکتا ہے نہ کہ مستقل شرعی حکم ممکن ہے عوام نے درج ذیل دو تصورات کو باہم ملا کر یہ رسم ایجاد کر لی ہو۔

1. قرآن مجید کی عظمت و تعظیم فرض ہے۔
2. صدقہ مصیبتوں اور کوتاہیوں کے ازالے کا عمومی ذریعہ ہے۔

ان دونوں عمومی اصولوں سے ایک مخصوص نتیجہ اخذ کیا گیا کہ قرآن گرنے کی صورت میں "اس کے وزن کے برابر" صدقہ کیا جائے۔ لیکن یہ استنباط شرعی نص سے ثابت نہیں۔

مصحف کو غلاف پہنانے، بلند مقام پر رکھنے اور زمین پر رکھنے کے احکام

مصحفِ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے کلامِ مقدس پر مشتمل ہونے کی وجہ سے احترام، صیانت اور تعظیم کا مستحق ہے۔ فقہاء نے مصحف کی تعظیم اور اس کی بے حرمتی سے اجتناب کو مستقل شرعی اصل کے طور پر بیان کیا ہے۔ امام نوویؒ نے اس بات پر علماء کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"أجمع العلماء على وجوب صيانة المصحف واحترامه[19]"

"علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مصحف کی حفاظت اور اس کا احترام واجب ہے۔"

اس اصل کے تحت مصحف کو گرد و غبار اور غیر مناسب چیزوں سے بچانے کے لئیے صاف ستھرے، پاکیزہ غلاف میں رکھنا، مناسب مقام پر محفوظ کرنا اور اسے بے حرمتی سے بچانا تعظیمِ مصحف کے عملی مظاہر میں داخل ہے۔ مصحف کو غلاف میں رکھنے کے متعلق علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں کہ

"..... والصحيح أنه الغلاف المنفصل عن المصحف، وهو الذي يجعل فيه المصحف، وقد يكون من الجلد وقد يكون من الثوب، وهو الخريطة[20]"

" صحیح بات یہ ہے کہ اس سے مراد مصحف سے جدا غلاف ہے جس میں مصحف رکھا جاتا ہے وہ چمڑے کا بھی ہو سکتا ہے اور کپڑے کا بھی اور اسے خریطہ (تھیلی) بھی کہا جاتا ہے۔"

ابن عابدینؒ نے بھی ایسی ہی بات نقل کی ہے [21]۔

اِمام قرافیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ مصحف کی جلد بھی مصحف کے حکم میں ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ متصل اور اس کا تابع ہے.

"لِأَنَّهُ مُتَّصِلٌ بِهِ وَتَابِعٌ لَهُ[22]"

مصحف کے غلاف، احترام، صیانت، اور زمین پر رکھنے کے متعلق ابن مفلحؒ نے لکھا کہ

" لا يكره تطييب المصحف ولا جعله على كرسي او كيس حرير نص عليه بل يباح ذلك وتركه بالأرض وعلله الآمدى فقال إنه معفو عن يسيره وفى ذلك تعظيم له كلبسه فى الحرب... [23]"

"مصحف کو خوشبو لگانا اسے کسی کرسی (مخصوص اسٹینڈ) یا ریشم کے تھیلے میں رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ امام احمدؒ نے اس کی صراحت فرمائی ہے بلکہ یہ امور جائز ہیں۔ البتہ مصحف کو زمین پر رکھنا بھی جائز ہے۔ امام آمدیؒ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں معمولی درجہ کی بے احتیاطی معاف ہے اور مصحف کو کرسی یا ریشمی غلاف وغیرہ میں رکھنا اس کی تعظیم کے ضمن میں آتا ہے، جیسا کہ حالتِ جنگ میں مصحف کو لباس میں رکھنا بھی اس کی حفاظت اور تعظیم کے اعتبار سے جائز ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحف کے لیے منفصل غلاف کا استعمال فقہاء کے ہاں معروف تھا۔ لہٰذا مصحف کو ایسے غلاف میں رکھنا جس کے ذریعے مصحف کی حفاظت اور احترام مقصود ہو اور وہ اسے گرد و غبار، نمی، آلودگی، پھٹنے اور دیگر نقصانات سے محفوظ رکھے تو فی نفسہٖ ممنوع نہیں اگر غلاف صاف، پاکیزہ سادہ اور خوبصورت ہو تو محض اس کی زیبائش کی وجہ سے ممانعت کی کوئی مستقل دلیل نہیں البتہ اگر اس میں فضول خرچی، نمود و نمائش یا غیر ضروری تکلف شامل ہو جائے تو فضول خرچی کی وجہ سے جائز نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[24]"

"اور حد سے نہ گزرو، یقیناوہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔"

فقہاء میں سے کسی نے بھی ایسی کوئی بات نہیں کی کہ مصحف کو قیمتی غلاف میں لپیٹنا سنت ہے اور غلاف جتنا مہنگا ہو گا اتنا ہی قرآن کا احترام زیادہ ہو گا۔

البتہ ایک اہم فرق ذہن میں رہے کہ غلاف کا جائز ہونا الگ مسئلہ ہے اور کسی خاص قسم کے غلاف کو شرعاً افضل یا مسنون قرار دینا الگ مسئلہ لہٰذا کسی مخصوص رنگ، کپڑے، نقش و نگار یا قیمت کو سنتِ تعظیم قرار دینے کے لیے مستقل دلیل چاہیئے اور ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

تحقیقی نتیجہ

مصحف کو غلاف پہنانے اور اس کی حفاظت کا اصل حکم جواز ہے جب تک غلاف میں کوئی شرعی ممانعت، واضح اسراف یا ایسا مظہر نہ پایا جائے جو قرآن کی بے حرمتی کا سبب بنے یا اس کے تدبر سے غافل کرے۔ غلاف کی قیمت یا ظاہری زیبائش کو بذاتِ خود شرعی تعظیم کا معیار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ مثلاً جتنا زیادہ قیمتی غلاف ہو گا اتنی ہی شرعی تعظیم اور ثواب زیادہ ہو گا تو اس کا یہ عقیدہ بلا دلیل ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

بالکل ایسے ہی مصحف کو ایسے مقام پر رکھنا جہاں وہ محفوظ رہے اور اس کی بے حرمتی کا امکان نہ ہو، تعظیمِ مصحف کے عمومی اصول کے مطابق درست ہو گا۔ علامہ محمد علیش مالکیؒ کہتے ہیں کہ

"قول الفقهاء وضعُ المصحفِ على الأرضِ الطاهرةِ استخفافًا به رِدَّةٌ فعُلِمَ منه أن وضعَه عليها بلا استخفافٍ ممنوعٌ[25]"

"فقہاء کا قول ہے کہ پاک زمین پر مصحف کو اس کی تحقیر و استخفاف کی نیت سے رکھنا ارتداد (کفر) ہے؛
اس سے معلوم ہوا کہ بغیر استخفاف کی نیت کے بھی اسے زمین پر رکھنا ممنوع ہے۔"

علامہ بجیرمی شافعیؒ لکھتے ہیں کہ

"ويحرم وضع المصحف على الأرض بل لا بد من رفعه عرفًا ولو قليلًا"[26]

"مصحف کو زمین پر رکھنا حرام ہے بلکہ عرف کے اعتبار سے اسے تھوڑا سا ہی سہی بلند رکھنا ضروری ہے۔"

علامہ بجیرمیؒ کی عبارت سے ہر حال میں ایک مقررہ مقدار تک بلند رکھنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے عرفاً رفع کی شرط ذکر کی ہے۔ یعنی اس پر کتاب و سنت اور سلف صالحین کے عمل سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔

فتاویٰ ھندیہ میں لکھا ہے کہ

"وينبغي للمتعلم أن يوقر العلم، ولا ينبغي أن يضع الكتاب على التراب"[27]

"طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ علم کی تعظیم کرے، اور اسے چاہیے کہ کتاب کو مٹی (زمین) پر نہ رکھے۔"

یہ الفاظ اگرچہ عام کتاب کے بارے میں ہے لیکن مصحف چونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر مشتمل سب سے مقدس کتاب ہے اس لیے اس کے ادب و تعظیم کے اعتبار سے یہ حکم بطریقِ اَولیٰ مصحف کو شامل ہو گا۔

علامہ محمد بن مفلح حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ

"..... ذلك وتركه بالأرض وعلله الآمدى فقال إنه معفو عن يسيره وفى ذلك تعظيم له كلبسه فى الحرب"[28]

"البتہ مصحف کو زمین پر رکھنا بھی جائز ہے۔ امام آمدیؒ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں معمولی درجہ کی بے احتیاطی معاف ہے اور مصحف کو کرسی یا ریشمی غلاف وغیرہ میں رکھنا اس کی تعظیم کے ضمن میں آتا ہے جیسا کہ حالتِ جنگ میں مصحف کو لباس میں رکھنا بھی اس کی حفاظت اور تعظیم کے اعتبار سے جائز ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ مصحف کو زمین پر رکھنے کی دو بنیادی صورتیں بنے گی۔

1. بغیر ضرورت کے اور احترام ضروری نہ سمجھتے ہوئے براہِ راست زمین پر رکھنا۔

شافعی فقہ کے مذکورہ قول کے مطابق جائز نہیں بلکہ عرفاً اسے کچھ بلند رکھنا ضروری ہے۔

2. ضرورت کے تحت جائے نماز، قالین، پاک زمین یا فرش پر رکھنا۔

فقہی طور پر بعض اہل علم نے ضرورت کی صورت میں گنجائش بیان کی ہے خصوصاً جب زمین یا فرش وغیرہ پاک ہوں اور مصحف کی اہانت

مقصود نہ ہو مثلاً تلاوت کے دوران مصحف عارضی طور پر صاف جائے نماز پر رکھ دیا جائے تراویح میں سجدۂ تلاوت کے وقت اسے وقتی طور پر رکھنا ضروری ہو تو یہ حرمت اور اہانت کے زمرہ میں نہیں آئے گا۔

مصحف کو زمین پر رکھنے اور مصحف کی اہانت کے درمیان فرق ہے۔

امام نوویؒ نے مصحف کی اہانت کی شدید صورتوں کے بارے میں فرمایا کہ

"أجمع العلماء على وجوب صيانة المصحف واحترامه، فلو ألقاه والعياذ بالله في قاذورة كفر[29]"

"علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مصحف کی حفاظت اور احترام واجب ہے لہٰذا اگر کوئی شخص "اللہ کی پناہ" اسے گندگی میں پھینک دے تو کافر ہو گا۔"

تجزیہ

مصحف کی صیانت و تعظیم شرعاً واجب ہے اور اسے محفوظ، پاکیزہ اور عرفاً باعزت مقام پر رکھنا اس تعظیم کا تقاضا ہے۔ بلند مقام پر رکھنا عموماً تعظیم کے زیادہ قریب ہے لیکن مصحف کو زمین سے کسی متعین مقدار میں بلند رکھنا مستقل شرعی نص سے ثابت نہیں۔ چنانچہ پاک اور صاف فرش پر ضرورت کے تحت مصحف رکھنے کو مطلقاً اہانت قرار دینا درست نہیں جبکہ ایسی جگہ رکھنا جو عرفاً بے حرمتی شمار ہوتی ہو، یا قصدِ اہانت سے زمین پر پھینکنا، تعظیمِ قرآن کے منافی اور شرعاً ممنوع ہے۔

آخر میں یہ بات خوب یاد رکھنا لازم ہے کہ قرآن کریم کی حقیقی تعظیم محض اس کے ظاہری آداب مثلاً اسے غلاف پہنانے، بلند مقام پر رکھنے اور زمین پر رکھنے سے اجتناب کرنے تک محدود نہیں بلکہ اس کی اصل اور اعلیٰ تعظیم یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اس میں تدبر کیا جائے اس کے احکام کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں تسلیم کیا جائے دنیاوی زندگی کے ہر میدان میں ہر قدم پر صرف اسی سے رہنمائی لی جائے اور آپنی زندگی کو اس کی ہدایت کے مطابق ڈھالا جائے۔ البتہ مصحف کے ظاہری آداب بھی تعظیمِ قرآن کا شرعی، اخلاقی اور قابلِ احترام حصہ ہیں اس لیے صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ ظاہری تعظیم باطنی تعظیم کی تکمیل کرے اس کا قائم مقام نہ بنے۔

مصحف کی طرف پاؤں کرنے اور پشت کرنے کی عادات

مصحف شریف کی طرف براہِ راست پاؤں نہ پھیلانے کے بارے میں کوئی صریح، صحیح اور مرفوع حدیث موجود نہیں ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے اس خاص عمل (پاؤں پھیلانے) سے نام بنام منع فرمایا ہو۔ فقہاء کرام کا اس پر حرمت یا کراہت کا فتویٰ صریح نص کی بجائے عمومی نصوص، تعظیمِ شعائر کے اصول، اور عرفی آداب (اجتہاد و استحسان) پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"وَ مَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ[30]"

"یہ اور جو اللہ کے نام کی چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یقینا یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ یعنی جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو گا وہ شعائر اللہ کی تعظیم ضرور کرے۔"

فقہاء نے استدلال کیا کہ مصحف اللہ کے شعائر میں سے عظیم ترین ہے لہٰذا ہر وہ ہیئت جو عرفاً تعظیم کے منافی ہو اس سے بچنا تقویٰ کا تقاضا ہے۔

عرف اور آداب کا اصول

فقہ کا بنیادی قاعدہ ہے کہ "المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً"۔ تمام انسانی معاشروں بالخصوص اسلامی عرف میں کسی محترم چیز یا شخص کی طرف پاؤں پھیلانا استخفاف اور بے ادبی مانا جاتا ہے۔ مصحفِ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے کلامِ مقدس پر مشتمل ہونے کی وجہ سے تعظیم و تکریم کا مستحق ہے۔ قرآن کریم کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کرے اور ایسے افعال سے

اجتناب کرے جو عرفاً اس کی اہانت یا بے ادبی پر دلالت کرتے ہوں۔ اسی عمومی اصول کے تحت فقہائے کرام نے مصحف کو رکھنے، اٹھانے، اس کے سامنے بیٹھنے، اس کی طرف پاؤں کرنے اور اس کی طرف پشت کرنے سے متعلق متعدد احکام بیان کیے ہیں۔

مصحف کی طرف پاؤں پھیلانے کا حکم

فقہائے احناف کا موقف ہے کہ یہ عمل مکروہِ تحریمی ہے، البتہ بعض صورتوں میں حرام قرار پاتا ہے۔

اگر مصحف پاؤں کے برابر یا نیچے رکھا ہوا اور پاؤں اس کی طرف پھیلائے جائیں تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر مصحف کسی اونچی جگہ پر رکھا ہو تو کراہت ختم یا کم ہو جاتی ہے۔ اگر قصداً تحقیر کی نیت ہو تو بالاجماع حرام اور کفر ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں کہ

"وكما كره مد رجليه في نوم أو غيره إليها، أي عمداً، لأنه إساءة أدب، أو إلى مصحف أو شيء من الكتب الشرعية، إلا أن يكون على موضع مرتفع عن المحاذاة فلا يكره[31]"

"جس طرح سوتے یا کسی دوسری حالت میں قصداً اپنے دونوں پاؤں اس سمت پھیلانا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے اسی طرح مصحف یا شرعی کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا بھی مکروہ ہے البتہ اگر وہ ایسی جگہ رکھی ہوں جو پاؤں کی محاذات سے بلند ہو تو کراہت نہیں۔"

اس عبارت سے متعدد اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

1. حنفیہ کے نزدیک اس فعل کی بنیادی علت "إساءة أدب" یعنی بے ادبی ہے۔
2. "أي عمداً" کی قید اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ قصداً اس ہیئت کو اختیار کرنا اور بلا قصد پاؤں کا اس سمت ہو جانا برابر نہیں۔
3. مصحف کے بلند مقام پر ہونے کی صورت میں کراہت کے ختم ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض سمت کافی نہیں بلکہ محاذات اور عرفی صورتِ بے ادبی بھی حکم میں مؤثر ہے۔

اسی مفہوم کی تائید درج عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

"مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقاً في الوتد وهو قد مد الرجل إلى ذلك الجانب لا يكره[32]"

"مصحف کی جانب دونوں پاؤں پھیلانا، اگر مصحف پاؤں کے سامنے برابر نہ ہو تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر مصحف کسی میخ وغیرہ سے معلق ہو اور آدمی اس جانب پاؤں پھیلائے تب بھی مکروہ نہیں۔"

اس عبارت سے یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ حنفی فقہ میں محض سمت حکم کا مدار نہیں بلکہ مصحف کا پاؤں کے سامنے پاؤں کے برابر ہونا معتبر ہے۔ فقہائے مالکیہ کا موقف ہے کہ کراہت (شدید) عام حالات میں مصحف کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے کیونکہ یہ خلافِ ادب ہے۔ تاہم اگر مصحف اونچا رکھا ہو یا پاؤں اور مصحف کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ ہو تو شدتِ کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ استخفاف کے ارادے پر حرمت کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

علامہ محمد عرفہ الدسوقیؒ لکھتے ہیں کہ

"يُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلِ لِلْمُصْحَفِ أَوْ كُتُبِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَتْ بِمُسْتَوَى الرِّجْلِ، فَإِنْ كَانَتْ مُرْتَفِعَةً عَنْهَا بِبَسَاطٍ أَوْ رَفٍّ أَوْ كَانَ بَيْنَهُمَا سَاتِرٌ فَلا كَرَاهَةَ، مَالَمْ يَقْتَرِنْ بِذَلِكَ قَصْدُ الِاسْتِخْفَافِ فَيَحْرُمُ[33]"

مصحف یا کتبِ علم کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ پاؤں کی سطح کے برابر ہوں۔ اگر وہ پاؤں سے اونچی جگہ مثلاً کسی قالین، طاق پر ہوں یا ان کے درمیان کوئی حائل ہو تو کراہت نہیں رہتی جب تک کہ اس کے ساتھ تحقیر کا قصد نہ ہو ورنہ یہ حرام ہو جائے۔"

علامہ احمد النفراویؒ فرماتے ہیں کہ

"وَمِنْ حُرْمَتِهِ (أي المصحف): أَنْ لا يَمُدَّ رِجْلَهُ إِلَيْهِ، بَلْ يُكْرَهُ ذَلِك كَرَاهَةً شَدِيدَةً إِذَا كَانَ الْمُصْحَفُ مَوْضُوعًا فِي الأَرْضِ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا، وَتَزُولُ الشِّدَّةُ أَوْ أَصْلُ الْكَرَاهَةِ إِذَا كَانَ عَلَى مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ كَالرَّفِّ أَوْ كَانَ بَيْنَهُمَا حَاجِزٌ، وَإِنْ قَصَدَ الازْدِرَاءَ كَفَرَ34"

"اور مصحف کی حرمت و ادب میں سے یہ ہے کہ اس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے جائیں، بلکہ جب مصحف زمین پر یا اس کے قریب رکھا ہو تو ایسا کرنا شدید مکروہ ہے۔ اور اگر وہ طاق وغیرہ جیسی اونچی جگہ پر ہو یا دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو شدت یا اصل کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کا مقصد تحقیر ہو تو انسان کافر ہو جاتا ہے۔"

فقہائے شافعیہ کا موقف ہے کہ متاخرین شافعیہ مثلاً ابن حجر الہیثمیؒ، الشبراملسیؒ اور صاحبِ إعانة الطالبین کے نزدیک اگر مصحف بالکل قریب ہو اور اس کی طرف پاؤں پھیلائے جائیں تو یہ حرام ہے کیونکہ اس میں ازدراء (تحقیر) پایا جاتا ہے۔ اگر مصحف بلند جگہ پر ہو یا دور ہو تو حرمت کے بجائے کراہتِ تنزیہی ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمیؒ امام زرکشیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ

"وصرح الزركشي بحرمة مد الرجل للمصحف35"

"امام زرکشی نے مصحف کی طرف پاؤں پھیلانے کی حرمت کی صراحت کی ہے۔"

شافعی فقہ کی بعض متاخر کتب میں اس کی علت مصحف کی تحقیر و استخفاف بیان کی گئی ہے۔

"الحاصل أنه يحرم مد الرجل إلى المصحف أو شيء من كتب العلم إذا كان قريبًا منه لما فيه من الازدراء به36"

"مصحف کی طرف پاؤں پھیلانا حرام ہے، کیونکہ اس میں مصحف کی تحقیر کا پہلو پایا جاتا ہے۔"

اس موقف کی بنیاد یہ ہے کہ مصحف کی طرف پاؤں کرنا عرفاً اس کے احترام کے منافی اور ازدراء کے قریب ہے۔

فقہائے حنابلہ کا موقف ہے کہ حنابلہ کے ہاں مصحف کی طرف پاؤں پھیلانا یا اس کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ ہے کیونکہ قرآن کا احترام واجب ہے اور ایسا کرنا عرفاً ترکِ ادب شمار ہوتا ہے۔ تاہم اگر مصحف بلند مقام پر رکھا ہو تو کراہت ساقط ہو جاتی ہے۔ علامہ بہوتیؒ لکھتے ہیں کہ

"وَيُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ إِلَى جِهَتِهِ أَيْ الْمُصْحَفِ، وَفِي مَعْنَاهُ اسْتِدْبَارُهُ وَتَخَطِّيهِ وَرَمْيُهُ إِلَى الأَرْضِ بِلا وَضْعٍ وَلا حَاجَةٍ، بَلْ هُوَ بِمَسْأَلَةِ التَّوَسُّدِ أَشْبَهُ لأن فيه ترك تعظيمه، وكره توسد المصحف وكتب العلم لأن فيه مبتذلاً لها...37"

"مصحف کی سمت دونوں پاؤں پھیلانا مکروہ ہے اور اسی کے حکم میں مصحف کی طرف پشت کرنا، اسے پھلانگنا اور بلا ضرورت اسے زمین پر پھینک دینا بھی ہے بلکہ یہ مسئلہ مصحف اور علم کی کتبے کو تکیہ بنانے کے مسئلے سے زیادہ مشابہ ہے اور اس میں اہانت کا پہلو ہے۔"

یہ عبارت اس بحث کے لیے نہایت اہم ہے کیونکہ اس میں پاؤں پھیلانے کے ساتھ پشت کرنے اور پھلانگنے کو بھی صراحتاً اسی حکم میں داخل کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا حنابلہ کے ہاں ان صورتوں کو مطلقاً حرام قرار دینے کے بجائے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

اتفاقی صورت

اگر آدمی معمول کے مطابق بیٹھا ہو اور اتفاقاً اس کے پاؤں مصحف کی سمت ہو جائیں تو اسے قصداً مصحف کی طرف پاؤں کرنے کے برابر قرار نہیں دیا جائے گا خصوصاً جبکہ مصحف کی اہانت کا کوئی قصد نہ ہو۔

مجبوری کی صورت

اگر کسی بیماری، تکلیف، جگہ کی تنگی یا دوسری معتبر ضرورت کے سبب پاؤں پھیلانا مجبوری بن جائے تو حکم میں تخفیف ہو گی کیونکہ فقہاء کی مذکورہ عبارات میں بھی ممانعت اہانت کے اِرادے کی صورت میں ہے۔

مصحف کی طرف پشت کرنے کا حکم

فقہاء کرام نے قرآن پاک کی طرف پیٹھ کرنے کی کراہت یا حرمت پر استدلال محض قیاسِ محض پر نہیں بلکہ شریعت کے مقرر کردہ عمومی نصوص، اصولی قواعد اور مقاصدِ شریعت کے ایک جامع فریم ورک کے تحت کیا ہے۔ چونکہ اس خاص مسئلے پر کوئی مرفوع نص موجود نہیں اس لیے اس مسئلے کی بنیاد درج ذیل چار مرکزی اصولی قواعد اور نصوص پر قائم ہے۔

1. **تعظیمِ شعائر کا اصلِ شرعی**

اصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی صفتِ کلام اور شریعت کا سب سے بڑا شعار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"وَ مَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ38"

"یہ اور جو اللہ کے نام کی چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ یعنی جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو گا وہ شعائر اللہ کی تعظیم ضرور کرے۔"

فقہاء کا استدلال یہ ہے کہ امر تعظیم، وجوب یا استحبابِ شدید کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہر وہ صورت جو تعظیم کے منافی ہو وہ ممنوع ہو گی۔ پیٹھ کرنا انسانی جبلت اور عرف میں پیٹھ پھیرنے یا اعراض کرنے کا مظہر ہے لہٰذا یہ تعظیم کے قرآنی حکم کے منافی ہونے کے باعث ممنوع یا مکروہ قرار پائے گا۔

2. العادة محكَّمة اور المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً قاعدۂ عرف

اصولِ فقہ میں عرف کو ان مسائل میں حکم بنایا جاتا ہے جہاں شریعت نے کسی حکم کا اطلاق تو کیا ہو لیکن اس کی ہیئت کی صراحت نہ کی ہو (مثلاً تعظیم یا توہین کی ہیئت)۔

قاعدہ "تَعَيُّنُ الْمَعْرُوفِ عُرْفًا كَالْمَشْرُوطِ شَرْعًا39"

اصولی تطبیق: تعظیم اور توہین کی سرحدیں بہت حد تک عرفی مفاہیم سے طے ہوتی ہیں۔ تمام انسانی معاشروں بالخصوص اسلامی تہذیب میں کسی محترم ہستی، دستاویز یا شعار کی طرف بلا حائل پیٹھ کر کے بیٹھنا عرفاً ترکِ ادب یا تحقیر تصور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عرف کی اس شہادت کی بنا پر فقہاء نے استدبار کو کراہتِ شدید یا حرمت کا حکم دیا۔

3. سدّ الذرائع بے ادبی کی راہ کا انسداد

مالکیہ، حنابلہ اور جمہور فقہاء کے ہاں سدّ الذرائع ایک بنیادی اصولی ماخذ ہے۔ امام ابن قیمؒ نے اپنی بے مثال کتاب اِعلام الموقعین عن رب العالمین میں ننانوے دلائل کے ساتھ اس اس کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

اصولی استدلال: اگرچہ بلا قصدِ توہین صرف پیٹھ کرنا بذاتِ خود انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کرتا لیکن اس ہیئت کو جائز قرار دینا تدریجاً دلوں سے احترامِ قرآن کا رعب اور وقار کم کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس بے ادبی اور استخفاف کے سدِ باب کے لیے فقہاء نے اسے ابتداء ہی ممنوع مکروہ قرار دیا تاکہ توہین کے حتمی گناہ تک پہنچنے کے راستے کو بند کیا جا سکے۔

4. زوال الحکم لزوال علتہ علت اور حکم کا دوران

فقہی احکام اپنی علتوں کے تابع ہوتے ہیں "الحُكْمُ يَدُورُ مَعَ عِلَّتِهِ وُجُودًا وَعَدَمًا"

مصحف کو پیٹھ کرنے میں نہی کی علّت تحقیر یا عدمِ تعظیم ہے۔

فقہاء نے اس اصولی قاعدے کو منطبق کرتے ہوئے استثناءات متعین کیے۔

اگر مصحف انسان کے سر یا کمر کی سطح سے بلند مقام پر رکھا ہو تو عرفاً تحقیر کا عنصر ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا علت زائل ہونے سے کراہت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر انسان اور مصحف کے درمیان دیوار، پردہ یا کوئی ساتر موجود ہو تو تحقیر کی علّت زائل ہو جاتی ہے اور حکمِ کراہت زائل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ

مصحف کی طرف پیٹھ کرنے کی ممانعت تعبدی (غیر معقول المعنی) نہیں بلکہ معلل بالمعنی ہے۔ اس کا پورا فریم ورک تعظیمِ شعائر کے قرآنی امر، عرفی آداب کی رعایت اور علتِ استخفاف کے وجود و عدم کے گرد گھومتا ہے جو فقہِ اسلامی کے دقیق اجتہادی و اصولی منہاج کا مظہر ہے۔

مصحفِ کی طرف پیٹھ کرنے کا شرعی و فقہی حکم فقہاء کے عبارات کا تنقیدی و مقارن جائزہ

فقہ حنفی

فقہاء حنفیہ کے نزدیک بغیر کسی حائل یا حاجت کے مصحف شریف کی طرف پیٹھ کرنا سوءِ ادب کی بنا پر مکروہِ تحریمی یا تنزیہی ہے اِلا یہ کہ مصحف کسی بلندی پر رکھا ہو۔

"وَيُكْرَهُ أَنْ يَتَخَطَّى الْمُصْحَفَ أَوْ يَسْتَدْبِرَهُ، إلا أَنْ يَكُونَ عَلَى مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ عَنْ رَأْسِهِ، أَوْ بَيْنَهُمَا حَائِلٌ، لأَنَّ ذَلِكَ أَقْرَبُ إِلَى التَّعْظِيمِ، وَتَرْكُهُ يُعَدُّ عُرْفًا مِنَ الاِسْتِخْفَافِ40"

"اور مصحف کو پھلانگنا یا اس کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ وہ (مصحف) اس کے سر سے اونچی جگہ پر ہو یا دونوں کے درمیان کوئی پردہ ہو۔ کیونکہ اس میں تعظیم کا پہلو غالب ہے اور اسے ترک کرنا عرف میں تحقیر شمار ہوتا ہے۔"

فقہ مالکی

مالکیہ کے نزدیک مصحف شریف کی طرف پیٹھ کرنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے لیکن اگر مصحف کسی الماری یا رف میں بلند رکھا ہو یا پشت اور مصحف کے درمیان حائل موجود ہو تو کراہت زائل ہو جاتی ہے۔

"يُكْرَهُ اسْتِدْبَارُ الْمُصْحَفِ أَوْ جَعْلُهُ خَلْفَ الظَّهْرِ إلا لِحَاجَةٍ، فَالْمَطْلُوبُ اسْتِقْبَالُهُ أَوْ جَعْلُهُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ تعظيماً لَهُ، وتَزُولُ الْكَرَاهَةُ إِذَا كَانَ الْمُصْحَفُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ أَوْ كَانَ بَيْنَهُمَا سَاتِرٌ41"

"مصحف کی طرف پیٹھ کرنا یا اسے پیٹھ کے پیچھے رکھنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے بلکہ مطلوب یہ ہے کہ تعظیم کی بنا پر اس کی طرف رخ کیا جائے یا اسے دائیں بائیں رکھا جائے۔ اور اگر مصحف کسی بلندی پر ہو یا دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ وغیرہ ہو تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔"

فقہ شافعی

متاخرین شافعیہ نے مصحف کے بالکل قریب پیٹھ کرنے کو تحقیر (ازدراء) پر محمول کرتے ہوئے حرمت یا شدید کراہت کا حکم دیا ہے بشرطیکہ عرف میں اسے توہین سمجھا جائے اور کوئی مانع مثلاً اونچائی یا پردہ وغیرہ نہ ہو۔

" وَيَحْرُمُ اسْتِدْبَارُهُ أَيْضًا، أَيْ الْمُصْحَفِ، إِذَا كَانَ قَرِيبًا مِنْهُ لِمَا فِيهِ مِنْ الِازْدِرَاءِ، إلا أَنْ يَكُونَ عَلَى حَائِطٍ مُرْتَفِعٍ فَلَا حُرْمَةَ حِينَئِذٍ لِزَوَالِ عِلَّةِ الِاسْتِخْفَافِ!42"

"اور مصحف کی طرف پیٹھ کرنا بھی حرام ہے بشرطیکہ وہ (مصحف) اس کے نزدیک ہو کیونکہ اس میں تحقیر کا پہلو ہے سوائے اس کے کہ وہ کسی اونچی دیوار یا طاق پر ہو تو اس صورت میں حرمت نہیں رہتی کیونکہ تحقیر کی علت زائل ہو جاتی ہے۔"

فقہ حنبلی

حنابلہ کے نزدیک مصحف کی طرف پیٹھ کرنا ترکِ تعظیم پر مبنی ہونے کے باعث مکروہ ہے اور اس کا حکم تکیہ بنانے (توسّد) کے حکم سے مشابہ ہے۔

"وَفِي مَعْنَاهُ (أَيْ مَدِّ الرِّجْلَيْنِ) اسْتِدْبَارُهُ وَتَخَطِّيهِ وَرَمْيُهُ إِلَى الْأَرْضِ بِلا وَضْعٍ وَلا حَاجَةٍ، بَلْ هُوَ بِمَسْأَلَةِ التَّوَسُّدِ أَشْبَهُ؛ لأَنَّ فِيهِ تَرْكَ تَعْظِيمِهِ43"

"اور (پاؤں پھیلانے کے) معنی ہی میں مصحف کی طرف پیٹھ کرنا، اسے پھلانگنا، اور بغیر رکھے و حاجت کے زمین پر پھینکنا ہے بلکہ یہ (پیٹھ کرنا) تکیہ بنانے کے مسئلے سے زیادہ مشابہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم کو ترک کرنا پایا جاتا ہے۔"

موازنہ و تجزیاتی خلاصہ

چاروں فقہی مذاہب کی ان عبارات سے مندرجہ ذیل اصولی نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

علتِ حکم: تمام مذاہب کے نزدیک پیٹھ کرنے کی ممانعت کی بنیاد ترکِ تعظیم اور عرفی تحقیر کی ہے۔

استثناء: تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر مصحف کسی بلند مقام پر ہو جو بیٹھنے والے شخص کی پیٹھ یا سر کے برابر یا اوپر ہو، یا درمیان میں دیوار، ریک، پردہ وغیرہ حائل ہو تو کراہت یا حرمت زائل ہو جاتی ہے۔

قصدِ استخفاف کا حکم: اگر بالفرض استدبار کا عمل نیتِ توہین اور تحقیر کے ارادے کے سے کیا جائے تو بالاتفاقِ مذاہبِ اربعہ یہ عمل حرام مطلق اور کفر تک پہنچانے والا گناہ بن جاتا ہے۔

اس لیے مصحف کی طرف پشت کرنے کو ہر حالت میں اہانتِ قرآن قرار دینا درست نہیں بلکہ قصد اور عرفی مفہوم کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1 -al-Nafrāwī, Shihāb al-Dīn Aḥmad, al-Fawākih al-Dawānī, vol. 1, 415.

2 -Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad, Majmūʿ al-Fatāwā, vol. 23, 65.

3 -Ibn Bāz, ʿAbd al-ʿAzīz ibn ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān, Majmūʿ Fatāwā wa-Maqālāt Mutanawwiʿah (Riyadh: Riʾāsat Idārat al-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa-l-Iftāʾ, n.d.), Kitāb al-Ṣalāh, Bāb al-Qirāʾah wa-Ādābuhā, Ḥukm Taqbīl al-Muṣḥaf, vol. 9, 289.

4 -Dāmād Afandī, ʿAbd al-Raḥmān ibn al-Shaykh Muḥammad, Majmaʿ al-Anhur, vol. 2, 554; al-Buhūtī, Manṣūr ibn Yūnus, Sharḥ Muntahā al-Irādāt, vol. 1, 27; al-Saffārīnī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad, Ghidhāʾ al-Albāb, vol. 1, 403.

5 -al-Dārimī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān, al-Musnad, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb fī Taʿāhud al-Qurʾān, ḥadīth no. 3350.

6 -Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Abū al-Faḍl Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad ibn Aḥmad, al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1st ed., 1415 AH), vol. 2, 496.

7 -al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān, vol. 2, 379; al-Saffārīnī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad, Ghidhāʾ al-Albāb, vol. 1, 403.

8 -al-Suyūṭī, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān, vol. 2, 379.

9 -al-Suyūṭī, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān, vol. 2, 379.

10 -al-Buhūtī, Manṣūr ibn Yūnus, Kashshāf al-Qināʿ, vol. 1, 137.

11 -al-Dārimī, al-Musnad, Kitāb Faḍāʾil al-Qurʾān, Bāb fī Taʿāhud al-Qurʾān, ḥadīth no. 3350.

12 -Islamweb Fatwa Center, “Ḥukm Ḍamm al-Muṣḥaf ilā al-Miṣdar,” 1435 AH/2014 CE, Fatwa no. 262948.

13 -Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd, al-Sunan, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb Ṭalāq al-Mukrah wa-l-Nāsī, ḥadīth no. 2043.

14 -Luddhiyānawī, Muḥammad Yūsuf, Āp ke Masāʾil aur Un kā Ḥal (Karachi: Maktabah Luddhiyānawī Islāmiyyah, Banūrī Town), vol. 4, 491.

15 -Imām Aḥmad Riḍā Khān Barelwī, Fatāwā Riḍawiyyah (Lahore: Riḍā Foundation), Kitāb al-Ḥaẓr wa-l-Ibāḥah, Ādāb al-Qurʾān, vol. 23, 380–385.

16 -Aʿẓamī, Muḥammad Amjad ʿAlī, Bahār-e Sharīʿat, Taʿẓīm al-Qurʾān wa-Aḥkāmuh (Karachi: Maktabat al-Madīnah), part 16, 212–215.

17 -Muftī ʿAbd al-Qayyūm Hazārawī, Fatwā Online, Question no. 2925 (Lahore: Dār al-Iftāʾ Taḥrīk-e Minhāj al-Qurʾān).

18 -Maktabat al-Madīnah, Aḥkām-e Masjid: Qurʾān Karīm ke Ādāb wa-Aḥkām (Karachi: Dawat-e Islami), 45–48; Dār al-Iftāʾ Ahl al-Sunnah (Dawat-e Islami), Online Fatāwā wa-Aḥkām, Fatwa no. WAT-3683.
19 -al-Nawawī, Abū Zakariyyā Muḥyī al-Dīn, al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab, vol. 2, 71.
20 -al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, vol. 1, 240.
21 -Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar, Radd al-Muḥtār, vol. 1, 293.
22 -al-Nafrāwī, Shihāb al-Dīn Aḥmad, al-Fawākih al-Dawānī, vol. 1, 434.
23 -al-Maqdisī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Mufliḥ ibn Muḥammad ibn Mufarrij, al-Ādāb al-Sharʿiyyah wa-l-Minaḥ al-Marʿiyyah (Cairo: Maktabat Ibn Taymiyyah), vol. 2, 333.
24 -Al-Qurʾān, 6:141.
25-Abū ʿAbd Allāh al-Mālikī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Muḥammad ʿUlaysh, Fatḥ al-ʿAlī al-Mālik fī al-Fatwā ʿalā Madhhab al-Imām Mālik (Beirut: Dār al-Maʿrifah), vol. 2, 360.
26 - al-Bujayrimī, Sulaymān ibn Muḥammad ibn ʿUmar al-Shāfiʿī, Tuḥfat al-Ḥabīb ʿalā Sharḥ al-Khaṭīb (Beirut: Dār al-Fikr, 1415 AH/1995 CE), vol. 4, 379.
27 -ʿĀlamgīr, Muḥyī al-Dīn Muḥammad Bahādur, al-Fatāwā al-Hindiyyah, vol. 5, 378.
28 -al-Maqdisī, al-Ādāb al-Sharʿiyyah wa-l-Minaḥ al-Marʿiyyah, vol. 2, 333.
29 -al-Nawawī, al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab, vol. 2, 71.
30 -Al-Qurʾān, 22:32.
31 -Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar, Radd al-Muḥtār, Kitāb al-Ṣalāh, Bāb Mā Yufsidu al-Ṣalāh wa-Mā Yukrahu Fīhā, vol. 1, 655.
32 -ʿĀlamgīr, al-Fatāwā al-Hindiyyah, vol. 5, 322.
33 -al-Dusūqī, Muḥammad ibn Aḥmad, Ḥāshiyat al-Dusūqī, vol. 1, 64.
34 -al-Nafrāwī, Shihāb al-Dīn Aḥmad, al-Fawākih al-Dawānī, vol. 2, 343.
35- Ibn Ḥajar al-Haytamī, Aḥmad ibn Muḥammad ibn ʿAlī, Tuḥfat al-Muḥtāj fī Sharḥ al-Minhāj (Egypt: al-Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā; Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1357 AH/1983 CE), Kitāb al-Ṣalāh, Bāb al-Ṭahārah, Farʿ Ḥurmat Istidbār al-Muṣḥaf, vol. 1, 155.
36 -al-Bakrī, Abū Bakr ʿUthmān ibn Muḥammad Shattā al-Dimyāṭī, Iʿānat al-Ṭālibīn ʿalā Ḥall Alfāẓ Fatḥ al-Muʿīn, vol. 1, 103.

37 -al-Buhūtī, Manṣūr ibn Yūnus, Kashshāf al-Qināʿ, vol. 1, 384.

38 -Al-Qurʾān, 22:32.

39 -Majallat al-Aḥkām al-ʿAdliyyah, Article 45.

40 -ʿĀlamgīr, al-Fatāwā al-Hindiyyah, vol. 5, 322; Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, vol. 1, 655.

41 -al-Dusūqī, Ḥāshiyat al-Dusūqī, vol. 1, 64.

42 -Ibn Ḥajar al-Haytamī, Tuḥfat al-Muḥtāj fī Sharḥ al-Minhāj, vol. 2, 148; al-Bakrī, Iʿānat al-Ṭālibīn ʿalā Ḥall Alfāẓ Fatḥ al-Muʿīn, vol. 1, 103.

43 -al-Buhūtī, Kashshāf al-Qināʿ, vol. 1, 384; al-Ruḥaybānī, Muṣṭafā ibn Saʿd, Maṭālib Ūlī al-Nuhā, vol. 1, 603.